



### باب نمبر 3۔ شانِ ہم سنی ہیں

- 114
- 118 لفظ اہل سنت کا پس منظر
- 119 قرآن مجید سے لفظ اہل سنت کا پس منظر
- 119 آیت کی تفسیر زبان رسالت سے
- 120 دوسری تفسیر ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے
- 120 عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول
- 122 لفظ امت کی تشریح
- 123 امت کی دو اقسام
- 123 امت دعوت
- 123 امت اجابت
- 123 احادیث رسول ﷺ سے لفظ اہل سنت کا پس منظر
- 124 ملت واحدہ کے عدم اختلاف سے مراد
- 124 آئمہ اربعہ اہل سنت جماعت تھے
- 125 فروعی اختلافات اللہ کی رحمت
- 125 ملت واحدہ کے جنتی ہونے سے مراد
- 127 اہل سنت کی پہچان
- 128 تابعین کی نزدیک لفظ اہل سنت کا پس منظر
- 130 امام نصر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان
- 132 شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان
- 132 شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان
- 133 ملا علی قاری علیہ رحمۃ کا بیان
- 133 سنی کون ہیں؟
- 134 سنی کہلوانا کیوں ضروری ہے؟
- 154 ہم اہلسنت ہیں اہل فرض نہیں

أَحْمَدُكَ اللَّهُمَّ يَا مُجِيبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ هُوَ  
أَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ ذَوِي الْفَضَائِلِ  
أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةً يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ  
صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ  
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ  
مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا ابَدًا  
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ و عظم نوالہ و اعظم شانہ و اتم برہانہ کی حمد و ثناء اور حضور  
سرور کائنات، مخترع موجودات، زینت بزم کائنات، دستگیر جہاں، غمگسارِ زماں سید  
سروراں، حامی بکیاں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
در بارِ گوہر بار میں ہدیہ درود سلام عرض کرنے کے بعد:

وارثانِ منبر و محراب، اربابِ فکر و دانش، اصحابِ محبت و موافقت، حاملین

عقیدہ اہل سنت

نہایت ہی معزز و محترم حضرات و خواتین سامعین و ناظرین!  
رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ہم سب کو ادارہ صراطِ مستقیم کے زیر  
اہتمام فہم دین کو رس کے بارہویں سبق میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔  
آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

# ہاں ، ہم سنی ہیں

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت کا فہم عطا فرمائے اور قرآن و  
سنت کے ابلاغ و تبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے اور فضاؤں میں مغفرت ایزدی کے  
بادل منڈلا رہے ہیں۔ دلوں کی کھیتیاں سرسبز و شاداب ہیں۔ ماتھے کھلے ہیں اور  
چہرے کھلے ہوئے ہیں۔

آج کا ہمارا موضوع بڑا اساسی اور کلیدی موضوع ہے۔ اس کو بیان کرنا اور  
سننا ہم پر لازم ہے۔ ہم جو عقیدہ رکھتے ہیں ہمیں اس کا پتہ ہونا چاہئے اور ان حقائق  
کو ہر وقت ہمارے سامنے ہونا چاہیے۔

ہم کسی کے بارے میں یہ نہیں بتانا چاہتے کہ وہ کون ہیں۔ ہم اپنے بارے  
میں بتا رہے ہیں کہ ہم کون ہیں۔ یہ ہمارا حق ہے اور یہ ہمیں ہر جگہ بیان کرنا چاہئے۔

ہاں ہم سنی ہیں: یہ موضوع یقیناً لطافتوں اور صداقتوں سے لبریز ہے۔ یقیناً اس میں ایسی چاندنی ہے کہ شاید چاند میں بھی ایسی چاندنی نہیں۔ اس کے اندر اس قدر چمک ہے کہ اتنی چمک چمکتے آفتاب میں بھی نہیں اور اس موضوع میں وہ خوشبو ہے کہ جو خوشبو کسی مہکتے گلاب میں بھی نہیں۔ یہ کائنات کا ایک ہمہ جہت نغمہ ہے جسے ہر درخت کا پتا بھی گاتا ہے اور ریگستان کا ہر ذرہ بھی الاپتا ہے۔ یہ فضاؤں کے سنائوں کا بھی نعرہ ہے اور دریاؤں کی روانی کا بھی نغمہ ہے۔ یہ پیغام فرشیوں کا بھی ہے اور یہ پیغام عرشیوں کا بھی ہے۔ میری دعا ہے کہ خالق کائنات ہم سب کو دل کے کانوں سے سن کر، سمجھ کر آگے پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں نے قرآن مجید برہان رشید کی جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔ سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۱۸۱ ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةً

And out of our making are community

يَهْدُونَ بِالْحَقِّ

Who tell the truth

وَبِهِ يَعْدِلُونَ

And do justice there with

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

میری مخلوق میں سے جن کو میں نے پیدا کیا ان میں سے ایک جماعت ایسی جماعت ہے جو حق بولتی ہے، حق بتاتی ہے اور پھر اس کے ساتھ انصاف کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ایک جماعت کی تعریف کر رہا ہے کہ وہ حق بتاتے ہیں اور پھر اس کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔ اس برحق جماعت کو اہلسنت و جماعت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةً

میرے پیدا کردہ بندوں میں سے ایک کمیونٹی ایسی ہے۔

يَهْدُونَ بِالْحَقِّ

وہ حق بتاتے ہیں اور حق کے ساتھ رہنمائی کرتے ہیں۔

اگرچہ ان کو ہاتھ میں انگارے پکڑ کر بھی حق کی آواز دینی پڑے تو وہ حق

بتاتے ہیں۔

وَبِهِ يَعْدِلُونَ

اور پھر اس کے ساتھ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہیں۔

لفظ اہل سنت کا پس منظر

سب سے پہلے ہم لفظ اہلسنت کے پس منظر کی طرف آتے ہیں۔ چونکہ

ہمارے موضوع کا جو عنوان ہے وہ یہ ہے کہ: ہاں ہم سنی ہیں

سنی! اہلسنت و جماعت کا ایک مخفف ہے اور جو سنت کی طرف منسوب ہو

اس کو سنی کہا جاتا ہے۔ لفظ اہلسنت کا پس منظر ہمارے سامنے ہونا چاہئے کہ یہ لفظ

کہاں سے آیا ہے۔

یعنی یہ کہاں کی چمک ہے جو ہمارے سینوں میں ہے اور یہ خوشبو کس گلشن کی ہے جو آج بھی ہماری فکر کو معطر کر رہی ہے۔

### قرآن مجید سے لفظ اہلسنت کا پس منظر

لفظ اہلسنت کا پس منظر قرآن مجید ہی کی خیرات ہے۔ رب ذوالجلال سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۶ میں فرماتا ہے:

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ

قیامت کے دن کچھ سفید چہرے ہوں گے۔

وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ

اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے۔

### آیت کی تفسیر زبان رسالت سے

جس وقت سید عالم ﷺ نے یہ آیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے پڑھی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر کے بارے میں کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے جو اس کی تفسیر اپنی زبان مبارک سے کی وہ اس طرح تھی۔

رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَبْيَضُّ وُجُوهٌ أَهْلِ السُّنَّةِ

قیامت کے دن اہلسنت کے چہرے سفید ہوں گے

وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ أَهْلِ الْبِدْعَةِ۔

(درمنثور: ۲۹۱/۲)

اور قیامت کے دن اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔  
سید عالم ﷺ سے سند کے ساتھ اس تفسیر کو روایت کیا گیا ہے اور حضرت  
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما محبوب ﷺ سے سن کے بتا رہے ہیں کہ قرآن مجید میں جو  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کچھ لوگوں کے چہرے چمک رہے ہوں  
گے تو یہ اہلسنت و جماعت کے چہرے ہوں گے۔ جب دوسرے لوگوں کے چہروں  
کے چراغ گل ہو چکے ہوں گے اور وہ مرجھا چکے ہوں گے اس وقت بھی اللہ تعالیٰ ان  
چہروں کو گلابوں جیسی مہک عطا فرمائے گا۔

### دوسری تفسیر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے جب یہ  
آیت پڑھی اور آپ ﷺ نے اس کی تشریح کی تو فرمایا:  
يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهُ أَهْلِ الْجَمَاعَاتِ وَالسُّنَّةِ - (درمنثور: ۲۹۱/۲)  
اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو جماعت والے ہیں اور سنت والے ہیں۔ ان کے  
چہرے قیامت کے دن چمک رہے ہوں گے اور سفید ہوں گے۔

### عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے، وہ بھی کہتے ہیں:  
يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

درمنثور: ۲۹۱/۲



قیامت کے دن اہلسنت وجماعت کے چہرے سفید ہوں گے۔  
 قیامت کا دن امتیاز کا دن ہوگا۔ آج تو محفل میں ملے جلے لوگ بیٹھ جاتے  
 ہیں اور دل کی چمک کا اندازہ ہم چہروں سے نہیں لگا سکتے۔ اگرچہ بعض لوگوں کے  
 چہرے پہچانے جاتے ہیں اور پہچان چمک کے لحاظ سے بھی ہوتی ہے لیکن بالخصوص  
 قیامت کے دن سارے حق والوں کے چہرے یوں چمک رہے ہوں گے کہ پورے  
 میدان حشر میں پتہ چلے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ دنیا میں جن کے دلوں میں ایمان کا  
 نور جلوہ گر رہا ہے۔

درمنثور میں یہ تینوں اقوال موجود ہیں۔

سید عالم ﷺ کی حدیث کے لحاظ سے لفظ اہلسنت وجماعت ایک جانا پہچانا  
 لفظ ہے اسکا پس منظر حدیث شریف میں بھی ہے۔ یہ حدیث شریف ترمذی شریف  
 کے باب مَا جَاءَ فِي افْتِرَاقِ هَذِهِ الْأُمَّةِ میں موجود ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے  
 حسن صحیح کہا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے  
 ارشاد فرمایا:

تَفَرَّقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَ سَبْعِينَ فِرْقَةً أَوْ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً  
 یہودی اکہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔

وَالنَّصَارَى مِثْلَ ذَلِكَ

اور عیسائیوں کے بھی ایسے ہی فرقے بن گئے۔

پھر رسول اکرم ﷺ فرمانے لگے:

وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً

جامع ترمذی: ۲۶۴۰

میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔

امت میں جو افتراق آنے والا تھا اس کی سید عالم ﷺ نے خبر دی اور وہ افتراق واقع ہو چکا ہے۔ لوگوں نے دیکھا آج ہمارے سامنے موجود ہے تو اس حدیث شریف سے پہلا ہمیں یہ سبق ملا کہ ہمارے نبی ﷺ جو مستقبل کی خبر دیتے رہے، کچی خبر دیتے رہے اور اس وقت نبی ﷺ نے آج کی بات بتائی تھی اس وقت جو آج کی خبر دیں اس علم کو اللہ کی عطا سے علم غیب کہا جاتا ہے۔ سید عالم ﷺ نے جو کچھ بعد میں ہونے والا تھا وہ بیان کیا۔

### لفظ امت کی تشریح

یہاں پر جو لفظ امت آیا ہے اس کی بھی تشریح کرتے ہیں کیونکہ کچھ لوگ اس حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ان فرقوں سے مراد وہی یہودیوں کے فرقے ہیں یا عیسائیوں کے فرقے ہیں نہیں! بلکہ ان فرقوں سے مراد وہ فرقے ہیں جو

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

پڑھنے والوں میں بنے۔ یہودی یا عیسائی فرقوں کا یہاں پر تذکرہ ہی نہیں ان کے مقابلے میں یہ بات بیان ہو رہی ہے، ان کے تو اپنے فرقے تھے۔ کلمہ گو

افراد کے اس امت میں اپنے علیحدہ فرقے بنے

## امت کی دو اقسام

امت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ہے امت دعوت اور دوسری ہے امت اجابت

## امت دعوت

امت دعوت پوری انسانیت ہے یعنی ہمارے نبی ﷺ کی امت دعوت یہودی بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں، بت پرست بھی ہیں، مجوسی بھی ہیں اور مشرک بھی ہیں۔

امت دعوت یہ ہے کہ جن کو دعوت دی جاتی ہے کہ تم کلمہ پڑھو۔ تو ساری انسانیت کو دعوت ہے۔ لہذا ساری ہی امت دعوت ہے۔

## امت اجابت

امت اجابت وہ ہے کہ جنہوں نے کلمہ پڑھا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی اس حدیث میں جو لفظ امت استعمال کیا گیا اس لفظ سے مراد امت دعوت نہیں بلکہ امت اجابت ہے کہ میرے نبی اکرم ﷺ فرما رہے ہیں کہ جن لوگوں نے میرا کلمہ پڑھا ہے ان کے اندر اس طرح کی تقسیم ہو جائے گی کہ وہ تہتر فرقوں میں بٹ جائیں گے۔

احادیث رسول ﷺ سے لفظ اہلسنت کا پس منظر

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً۔

وہ سارے کے سارے جہنمی ہوں گے سوائے ایک ملت کے۔

تہتر میں سے بہتر جہنم میں جائیں گے اور ایک ان میں سے جنت میں جانے والی ہوگی۔ ہم یہ الفاظ حدیث صحیح سے بیان کر رہے ہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ وہ کلمہ گو حضرات جنہوں نے کلمہ پڑھا ہے اس کے بعد تفریق ہوگئی ہے اور اس کے بعد قسمیں بن گئی ہیں ان میں سے ایک قسم جنتی ہے اور باقی تمام جہنمی ہیں لیکن یہاں ایک بڑی ضروری بحث ہے۔

### ملت واحدہ کے عدم اختلاف سے مراد

یہ جو کہا گیا کہ اس امت میں افتراق ہوگا ان میں ۷۲ بہتر جہنمی ہوں گے اور ایک ملت جنتی ہے۔ اور اس میں اختلاف نہیں ہوگا اب یہ جو جنتی ملت ہے جس میں اختلاف نہیں ہوگا اس سے مراد یہ ہے کہ اصولی اختلاف نہیں ہوگا فروعی اختلاف ہو سکتا ہے۔

### ائمہ اربعہ اہلسنت جماعت تھے

مثال کے طور پر حنفیوں، شافعیوں اور حنبلیوں کا نماز کے مسائل میں اختلاف ہے تو حنفی شافعی، حنبلی یہ کوئی بہتر فرقوں میں سے نہیں بلکہ یہ اہلسنت و جماعت کے شعبہ جات ہیں۔ یہ جدا جدا فرقے نہیں ہیں۔ یہ تمام عقیدے کے لحاظ سے اہلسنت و جماعت ہیں اور ان میں اختلاف بھی ہے مگر وہ اختلاف اصول کا نہیں ہے وہ چند فروعی مسائل کا ہے۔ لہذا بہتر کے ساتھ اس ایک ملت کا

اختلاف اصولی ہوگا اور وہ بہتر جہنمی ہوں گے ان میں سے ایک جنتی ہوگا ایک فرقہ جنتی وہ اہلسنت و جماعت ہے۔ اس کے اندر جو فقہی طور پر کچھ مباحث میں آپس میں اختلاف ہے، اس کو یہ حدیث افتراق نہیں کہہ رہی اس کو اصولی طور پر اختلاف نہیں کہا جاسکتا۔ فروعی مسائل میں اختلاف ہے۔

### فروعی اختلاف اللہ کی رحمت

جن کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِخْتِلَافُ اُمَّتِي رَحْمَةٌ

کنز العمال: ۲۸۶۸۶

میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔

اہلسنت کی فقہ میں آگے جو چار فقہ اسلامی ہیں ان کے لحاظ سے یا آپس میں جو اختلاف ہیں ان کو مستثنیٰ کیا گیا باقی بہتر کے ساتھ اس کا جو اختلاف ہوگا وہ اصولی اختلاف ہے۔

### ملت واحدہ کے جنتی ہونے سے مراد

اس حدیث میں جو یہ کہا گیا ہے کہ ایک جنتی ہے باقی جہنمی ہیں۔ اس ایک جنتی جماعت سے مراد یہ نہیں ہے کہ جو ایک ملت اہلسنت ہے وہ ہر حال میں جنتی ہے اگرچہ جتنے بھی گناہ کر لیں پھر بھی جنتی ہیں یہاں جنتی اور جہنمی ہونے کا جو فرق بیان کیا جا رہا ہے۔ وہ از روئے عقیدہ کے بیان کیا جا رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرما رہے ہیں کہ ان تہتر ۷۳ میں سے بہتر ۷۲ عقیدے کی بنیاد پر

جہنمی ہوں گے اور ان میں سے ایک عقیدے کی بنیاد پر جنتی ہوگا۔  
اب عقیدے کی بنیاد پر جو شخص جنتی ہے۔ آگے ہو سکتا ہے کہ اس کا عمل خراب ہو اور وہ جہنم میں چلا جائے۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ اہل سنت میرا عقیدہ ہے تو پھر میں کسی عمل کی وجہ سے بھی جہنم میں نہیں جاؤں گا۔ ایسا نہیں ہے۔  
اہلسنت کے برحق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ عقیدے کے لحاظ سے پاس ہوگا۔ عقیدہ کے لحاظ سے گرفت نہیں ہوگی۔ عقیدہ کے لحاظ سے اسکو حتمی حیثیت دے دی جائے گی اور دوسرے عقیدے کے لحاظ سے مارے جائیں گے۔  
بہتر عقیدے کے لحاظ سے جہنمی ہیں اور عقیدہ اصل ہے۔ جس کو عقیدہ لے ڈوبے گا اس کو عمل بچا نہیں سکے گا۔ لہذا اس حدیث میں بہتر فرقوں کا عقیدہ کے لحاظ سے جہنمی ہونا ثابت ہوا اور ایک کا عقیدے کی بنیاد پر جنتی ہونا، اس نے ثابت کیا۔  
جو ایک عقیدے کی بنیاد پر جنتی ہے ان کا پھر آگے عمل کے لحاظ سے امتحان ہے۔

اگر سارے عمل صحیح ہیں تو پھر جنت میں سیدھا جائے گا۔ اگر عمل میں کچھ گڑبڑ ہے لیکن اللہ کی طرف سے معافی مل گئی تو پھر بھی وہ جنت میں ڈائریکٹ چلا جائے گا ورنہ کچھ دیر اپنے گناہوں کی سزا لے گا مگر دائمی جہنم میں نہیں رہے گا۔ یہ سچا عقیدہ بالآخر اس کو جنت میں پہنچا دے گا۔ لہذا کئی مفکر اس معنی میں آ کے غلطی کرتے رہے اور یہ کہتے رہے کہ یہ حدیث اس لئے صحیح نہیں ہے کہ اس سے پتہ چلا! جو سنی ہو اور جتنا بڑا گنہگار ہو پھر بھی جنت میں ہی جائے گا۔

یہ حدیث بالکل سچی ہے اور مفہوم اس کا سچا ہے۔ یہاں جنتی جو قرار دیا جا رہا ہے تو وہ عقیدہ کے لحاظ سے ہے، آگے اس میں عمل کا علیحدہ معاملہ ہے۔ جس کے عمل کا بیڑا بھی پار ہو جائے گا وہ تو ڈائریکٹ جنت میں چلا جائے گا۔

جو بندہ عقیدہ کے لحاظ سے پاس ہو گیا بعد میں اگر جہنم میں چلا بھی گیا تو اس میں دائمی طور پر نہیں رہے گا کچھ وقت کے لئے جائے گا اور اللہ اس کو جنت کے شایان شان بنا کے، اس کی تطہیر کر کے پھر اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرما دے گا۔ سید عالم ﷺ نے جب یہ لفظ بولے:

كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً

سوائے ایک ملت کے سارے کے سارے جہنمی ہوں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی

مَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

یا رسول اللہ ﷺ! وہ ملت واحدہ کون سی جماعت ہے ان کی علامت کیا ہے؟

### اہلسنت کی پہچان

اس پر میرے محبوب ﷺ فرمانے لگے:

مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي ترمذی شریف: ۲۶۴۰

ان کی پہچان یہ ہے کہ ان کا وہی راستہ ہوگا جو میرا اور میرے صحابہ کرام کا

راستہ ہے۔

ان کی وہی پہچان ہوگی اور ان کا وہی عقیدہ ہوگا جو میرے صحابہ کا عقیدہ

ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس جماعت کی

مَاَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي علامت بیان کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ علامت محدثین، مشائخ، اولیاء یا علماء کو ہی نہیں بلکہ ہر سنی کو یہ علامت عطا فرمائی ہے۔ اس سلسلہ میں اللہ کا شکر ہے کہ وہ علامت جس کو رسول اللہ ﷺ نے اجمال سے بیان کیا دوسرے مقامات پر اس کی تفصیل آگئی۔

### تابعین کے نزدیک لفظ اہلسنت کا پس منظر

المسلل والنحل محمد بن عبدالکریم شہرستانی علیہ الرحمۃ کی کتاب ہے اس میں تمام فرقوں پر بحث کی گئی ہے اس میں بہتر فرقوں کو شمار کیا گیا ہے کہ وہ کون کون سے ہیں اور ان میں سے تہتر واں کونسا ہے۔ محمد بن عبدالکریم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً

میری امت عنقریب تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔

النَّاجِيَةُ مِنْهَا وَاحِدَةٌ

ان تہتر فرقوں میں سے نجات والا ایک ہے۔ ان میں سے عقیدے کی بنیاد پر

نجات پانے والا ایک ہے۔

وَالْبَاقُونَ هَلَكُوا

اور باقی سب ہلاک ہونے والے ہیں۔

ان میں ایک ناجیہ ہے جس کا معنی ہے نجات پانے والی جماعت۔ آپ



سے پوچھا گیا:

وَمَنْ النَّاجِيَةُ؟

یا رسول اللہ ﷺ آپ بیان فرمادیں وہ ناجیہ کون سی جماعت ہوگی؟  
میرے محبوب ﷺ ارشاد فرمانے لگے:

أَهْلُ السَّنَةِ وَالْجَمَاعَةِ

عقیدے کی بنیاد پر جو جنت کے مستحق ہوں گے ”وہ اہلسنت وجماعت  
ہیں۔“

قِيلَ وَمَا السَّنَةُ وَالْجَمَاعَةُ؟

پھر پوچھا گیا کہ وہ سنت اور جماعت کیا ہوتی ہے۔ سنت اور جماعت کا  
مطلب کیا ہے؟

اس کی وضاحت میں میرے نبی ﷺ نے فرمایا:

مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَأَصْحَابِي لِمَلَلٍ وَانْخَلٍ: ۱۸/۱

آج میں جس رستے پر موجود ہوں اور میرے صحابہ جس رستے پر موجود ہیں،  
کل اس کو اہلسنت کہا جائے گا۔

الیوم کا لفظ بول کر بتا دیا کہ آج اہلسنت لفظ اتنا متعارف نہیں لیکن آج ہم  
جس رستے پر ہیں وہی کل کو اہلسنت کہلوائے گا، اسی کو سنتی کہا جائے گا۔

تو رسول اکرم ﷺ نے واضح طور پر اس لفظ کو بیان کیا۔ لہذا ہم سب یہ جب  
لفظ اہلسنت بولا جاتا ہے تو یہ وہ لفظ ہے جو شروع سے محبوب ﷺ نے پسند فرمایا ہے۔

## امام نصر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

حضرت امام نصر بن محمد سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تنبیہ الغافلین اسی حدیث کو جب ذکر کیا، وہاں الفاظ یہ ہیں:

إِنَّهُ قَالَ افْتَرَقَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ عَلَى إِحْدَى وَ سَبْعِينَ فِرْقَةً وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى اثْنَتَيْنِ وَ سَبْعِينَ فِرْقَةً إِحْدَى وَ سَبْعُونَ فِي النَّارِ وَ وَاحِدَةً فِي الْجَنَّةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هَذِهِ الْوَاحِدَةُ؟ قَالَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ -

تنبیہ الغافلین : ۳۱۹

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِفْتَرَقَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ عَلَى إِحْدَى وَ سَبْعِينَ فِرْقَةً

بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے بن گئے۔

وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى اثْنَتَيْنِ وَ سَبْعِينَ فِرْقَةً

اور یہ امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔

إِحْدَى وَ سَبْعُونَ فِي النَّارِ

ان بہتر میں سے اکہتر جہنمی ہوں گے۔

وَوَاحِدَةً فِي الْجَنَّةِ

اور ان میں سے ایک جنتی ہوگا۔

یہ بھی عقیدے کی بنیاد پر ہے اور جو عقیدے کی بنیاد پر فیل ہو گئے ان کا عمل

والا معاملہ ہی گول ہو جائے گا یعنی عمل کی ویلیو ہی نہیں ہوگی۔ عمل کا کوئی وزن ہی نہیں بنے گا عمل دیکھا ہی نہیں جائے گا۔

لیکن جن کا عقیدے والا پہلو پاس ہو گیا ان کے عمل پھر چیک ہوں گے اور عمل کے لحاظ سے جو پاس ہیں ڈائریکٹ جنت میں چلے جائیں گے۔ ورنہ تھوڑا بہت سرزنش کے لئے جو ہوگا اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو جنت عطا فرمادے گا۔ اب اس حدیث شریف میں ہے:

قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ

مَا هَذِهِ الْوَاحِدَةُ

صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ ایک جس کو آپ ﷺ جنتی قرار دے رہے ہیں، وہ کونسی جماعت ہے۔

قَالَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

سید عالم ﷺ نے خود اپنی زبان مبارک سے جو لفظ ارشاد فرمایا: وہ اہلسنت و جماعت ہیں۔

یعنی سنت والے بھی ہیں اور جماعت والے بھی ہیں۔ سنت اس طریقہ کو کہا جاتا ہے جو نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اور اللہ کی طرف سے اس امت کے لئے راہ عمل اور نصاب زندگی ہو۔ اس سارے کو سنت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ تو رسول اکرم ﷺ نے فرمادیا:

أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

کہ وہ اہلسنت وجماعت ہیں۔

اس طرح حدیث شریف میں اس کا پس منظر موجود ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

اگر تاریخ میں دیکھ لیں تو بڑے بڑے ہمارے محققین اور ائمہ اربعہ اور اولیاء ان سب کے ہاں یہ لفظ متعارف ہے اور سب اس پر قائم ہیں۔ وہ اپنے آپ کو اہلسنت کہلاتے رہے اور اس لفظ کو بولتے رہے۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۲۱ پر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا قول موجود ہے:

وَأَمَّا الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ فَهِيَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ فرقہ ناجیہ اہلسنت

وجماعت ہیں۔

شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

نسیم الریاض شرح شفا میں شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ

النَّاجِيَةُ مِنْهَا وَاحِدَةٌ

اس کی تشریح و تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

أَيُّ الْفِرْقَةِ النَّاجِيَةِ مِنْ هَذِهِ الْفِرْقَةِ فِرْقَةٌ وَاحِدَةٌ وَهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَ

الْجَمَاعَةِ

ان فرقوں میں سے نجات والی ایک ہی جماعت ہے اور وہ اہلسنت

وجماعت ہے۔

ان کی شان کیا ہے

الْمُتَمَسِّكُونَ بِكِتَابِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ - (نسیم الریاض: ۱۵۴/۱۴)

وہ کتاب یعنی قرآن مجید سے بھی اپنا تعلق قائم کئے ہوئے ہیں اور سنت نبوی ﷺ سے بھی اپنا تعلق قائم کئے ہوئے ہیں۔

اس بنیاد پر ان کو اہلسنت کہا جاتا ہے۔

### ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کا بیان

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ مرقاة المفاتیح کی جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۴۸ پر یہ فرماتے ہیں

فَلَا شَكَّ وَلَا رَيْبَ أَنَّهُمْ هُمُ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔

اس ابتدائی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں۔

اس میں کوئی ریب نہیں ، کوئی شک نہیں ۔ یقیناً جن کو محبوب علیہ السلام نے

عقیدے کی بنیاد پر جنتی کہا ہے ، وہ طبقہ اور وہ جماعت اہلسنت و جماعت ہے۔

اختصار سے میں نے لفظ اہلسنت کے چھ حوالے بیان کئے ہیں۔

### سنی کون ہے؟

یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سنی کون ہوتا ہے۔

مَا نَا عَلَيَّهِ وَأَصْحَابِي

یہ ہمارے نبی ﷺ کا جملہ ہے اور پھر اس کے ساتھ وضاحت ہو گئی کہ وہ

سنت اور جماعت دونوں کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین والا طریقہ ان لوگوں کے پاس موجود ہوتا ہے۔ یہ اس طبقہ کی شان ہے کہ جن کے عقیدے کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ کی زبان سے جنتی ہونے کا اعلان کروایا ہے۔

### سنی کہلوانا کیوں ضروری ہے؟

اس سلسلہ میں بھی لوگ قرآن مجید کی آیات پڑھتے ہیں۔

هُوَ سَمَّاكُمْ الْمُسْلِمِينَ  
سورۃ حج: ۷۸

اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔

یعنی بس مسلمان کہلوانا کافی ہے۔ اہلسنت کہلوانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کچھ تو کہتے ہیں ضرورت ہی نہیں، کچھ کہتے ہیں جائز ہی نہیں اور کچھ کہتے ہیں ہمیں کوئی کہے تو ہمیں وحشت ہوتی ہے۔ ہم اس بات کو واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اہلسنت کہلوانا بعض اوقات فرض ہوتا ہے۔

اس لحاظ سے صحابہ سے لے کر ایسی آراء موجود ہیں۔ ایک ہمارا دوسرے دینوں کے مقابلے میں انٹرنیشنل تعارف ہے۔ یہود و نصاریٰ کے مقابل ہمارا نام مسلم اور مومن ہے۔ اور اپنے گھر میں جس وقت اسلام کی چھتری کے نیچے کچھ غلط لوگ آباد ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ ہماری چھتری میں ایمان ہے تو ان لوگوں سے اور ان چوروں سے اپنے آپ کو ممتاز کرنے کے لئے، کہ ہم چور نہیں ہم اصل دیندار ہیں۔ ہم نے اس کلمہ کی چھتری کے نیچے اپنی پہچان کروائی کہ کچھ لوگ اس چھتری

میں چھپے ہوئے ہیں۔ ہمارا اور ان کا فرق ہے۔ اس واسطے ہم نے اپنے آپ کو اہلسنت کہلوانا شروع کر دیا۔

یہ بات حدیث شریف میں موجود ہے جس سے پتہ چلے گا کہ کہاں سے امتیاز ضروری ہو گیا تھا۔ ایک ہوتی ہے فرقہ واریت اور ایک ہوتا ہے امتیاز۔ فرقہ واریت بری چیز ہے مگر حق و باطل کا نکھار لازم ہے اور کھوٹے کھرے کی پہچان سنت الہی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ

سورۃ آل عمران: ۱۷۹

ترجمہ: اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑے گا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کر دے گندے کو ستھرے سے مسجد نبوی ﷺ شریف میں دو قسم کے لوگ موجود تھے۔ ایک دل سے بھی مانتے تھے اور زبان سے بھی مانتے ہیں، دوسرے صرف زبان سے مانتے تھے۔ جب صرف زبان سے ماننے والوں نے نبی ﷺ کے علم غیب پر اعتراض کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم ان کو مسجد میں نماز نہیں پڑھنے دیں گے، ان کو مسجد سے نکالیں گے۔ اے محبوب ﷺ اس مسجد میں وہ نماز پڑھے گا جو تمہاری شان کو مانے گا، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ

ہم پاک اور پلید جدا جدا کر کے چھوڑیں گے۔

یمیز کا معنی ہے کھرے کھوٹے کو واضح کرنا۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی

کرنا۔ یہ فرقہ واریت نہیں، یہ قرآن مجید کا حکم اور سنت الہی ہے۔ اس روش کو لے کر ہم آگے چل رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود ان لوگوں کو جن پر اس وقت مومن کا لفظ بولا جاتا تھا۔ فرمایا:

ان میں سے کچھ گندے لوگ ہیں اور کچھ ستھرے ہیں۔ ستھرے صحابہ کرام ہیں اور گندے منافق ہیں۔ لہذا ان کو مسجد سے نکالا جائے گا۔

یہ جو امتیاز اللہ نے کیا۔ اس امتیاز کے پیش نظر ہماری یہ گفتگو ہے۔ ہم اپنے آپ کو اہلسنت و جماعت کہلوا کے اپنا امتیاز کروانا چاہتے ہیں کہ ہم وہ نہیں ہیں کہ زبان سے کلمہ پڑھیں اور دل میں عداوت بھی رکھیں۔ ہم اندر باہر سے پوری طرح ان کو ماننے والے ہیں۔

حضرت تکئی بن یحمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

كَانَ أَوَّلُ مَنْ قَالَ فِي الْقَدْرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدَ الْجَهَنِيِّ

ترجمہ: پہلا بندہ جس نے بصرہ میں قدر کے بارے میں بات کی وہ معبد جہنمی تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ تھا ایک قدر یہ فرقہ پیدا ہو گیا ان کی صورتحال کیا تھی، وہ نمازیں پڑھتے تھے، روزہ رکھتے تھے، حج ادا کرتے تھے، زکوٰۃ دیتے تھے، قرآن کا درس دیتے تھے، حدیث کا بیان کرتے تھے۔ ان کا کوئی ایسا معاملہ نہیں تھا کہ دیکھنے والا یہ کہہ سکے کہ ان میں یہ کمی موجود ہے۔ کوئی کمی نہیں تھی، سب کچھ مکمل طور پر بجالانے والے تھے۔ بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ وہ علم کے بڑے دلدادہ تھے۔ دن رات درس قرآن اور



دن رات نیکیوں کی دعوت دیا کرتے تھے، لیکن انکے بارے میں یہ کہا گیا کہ یہ قوم صحیح نہیں بلکہ غلط ہے۔ پڑھتے تو وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہیں لیکن تابعین رضی اللہ عنہم نے کہا کہ کہیں سے جا کے ان کا فرق کروانا چاہئے۔

تحتی بن عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام سے فرق کروانا چاہتے ہیں، کہتے ہیں: ہم بصرہ میں رہتے ہیں، ہمیں مصیبت پڑ گئی ہے، ہمارے پاس ایک قوم پیدا ہو گئی ہے، قرآن بھی ان کے پاس ہے، نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ سب کچھ ان کے پاس ہیں لیکن ہیں وہ پر لے درجے کے مردود۔ ہم جائیں تو کدھر جائیں۔ کوئی فرق کا پتہ ہی نہیں چل رہا کہ کھوٹا کیا ہے، کھرا کیا ہے۔ جھوٹا کون ہے اور سچا کون ہے۔

تحتی بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَحَمِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَمِيرِيُّ حَاجِّينَ  
میں اور حمید بن عبد الرحمن حج کرنے کے لئے مکہ شریف گئے۔

فَقُلْنَا لَوْ لَقِينَا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
ہم نے کہا کہ کاش ہمیں کوئی رسول اکرم ﷺ کا صحابی مل جائے۔

فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُولُ هَؤُلَاءِ فِي الْقُدْرِ

ہم ان سے اس کے بارے میں پوچھیں گے کہ وہ ان لوگوں کے بارے میں

کیا کہتے ہیں۔

فَوَقَّ لَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا دَاخِلًا الْمَسْجِدَ

ہمیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد میں داخل ہوتے ہوئے مل

گئے۔

ہم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو گھیرے میں لیا اور کہا اے ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ ہمارا مسئلہ حل کرو۔ ہم نے انہیں ان لوگوں کا تعارف کروایا۔

قَدْ ظَهَرَ قَبْلَنَا نَاسٌ

ہمارے ہاں کچھ لوگ ظاہر ہوئے ہیں۔

يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ

وہ قرآن مجید پڑھتے ہیں۔

اب ان لوگوں کا تعارف کروا رہے ہیں کہ وہ قرآن کو ماننے والے ہیں اور اس کی تلاوت کرنے والے ہیں۔

وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ

اور قرآن مجید کے بڑے عاشق ہیں، پڑھاتے بھی ہیں۔

وَذَكَرَ مِنْ شَانِهِمْ

اور ان کے ایک عقیدے کا ذکر کیا

أَنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ لَاقِدْرَ

وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم تقدیر نہیں مانتے۔

وَأَنَّ الْأَمْرَ أَنْفٌ

یعنی ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جب کوئی واقعہ ہو جائے تو جیسے ہمیں پتہ چلتا ہے ایسے ہی رب کو بھی پتہ چلتا ہے۔ لیکن ہمارا تو عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ازل سے سب

کچھ پتہ ہے۔

یہ قدر یہ فرقے کی بنیاد تھی۔ انہوں نے بصرہ سے تبلیغ شروع کی۔  
معبدا الجھنی اس کا لیڈر ہے۔ ہاتھ میں قرآن ہے، حدیث ہے، نماز ہے، روزہ  
ہے، حج ہے، زکوٰۃ ہے لیکن وہ ہیں دین کے چور۔ اب امتیاز کی ضرورت تھی۔  
اگر یہ ہوتا کہ کلمہ کافی ہے تو اب یہاں کلمے کے سائے میں ایسے بھی منحوس  
آگئے جن سے امتیاز ضروری تھا۔ جب کہیں کسی مشترکہ کام میں کوئی گڑبڑ ہو جائے تو  
فوراً اپنے کھاتے جدا کر لیتے ہو کہ میری کمپنی کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے تاکہ  
اس کے گناہ میرے اوپر نہ پڑ جائیں۔

یہ سب تھا کہ جب اس کلمے کی چھتری کے نیچے صحابہ کے زمانہ میں ایسے  
مردود پیدا ہو گئے جو نمازی بھی ہیں، روزے دار بھی ہیں، سب کچھ ہے مگر انہوں نے  
کہا کہ ہم تقدیر نہیں مانتے۔

اَنَّ الْأَمْرَ اُنْفُ

جب حادثہ ہو تو جیسے ہمیں پتہ چلتا ہے ایسے ہی ہمارے رب کو بھی پتہ چلتا

ہے۔

ازل میں کچھ بھی نہیں لکھا ہوا۔ یہ ان لوگوں کی خرابی تھی جس کی بنیاد پر صحابہ  
کرام نے اس کو برداشت نہیں کیا۔ نہ ان کا کلمہ دیکھا ہے، نہ ان کی نماز دیکھی ہے،  
نہ ان کا روزہ دیکھا ہے اور نہ ان کا حج دیکھا ہے۔

میں پوری ذمہ داری کے ساتھ مسلم کے حوالے سے بات کر رہا

ہوں۔ اگر کوئی شخص مجھے **Narrow Minded** کہتا ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما کو تو نہیں کہہ سکتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے ان لوگوں کی علامتیں بیان کی گئیں تو انہوں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا بلکہ انہوں نے فوراً اپنا فتویٰ دیا۔

وَإِذَا لَقِيتَ أُولَئِكَ

مجھ سے پوچھنے والو جاؤ اور جب جا کے تم ان سے ملو۔

فَاخْبِرْهُمْ أَنِّي بَرِيٌّ مِنْهُمْ

ان کو کہہ دو کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تم سے بے زاری کا اعلان کر دیا ہے۔ چونکہ اس وقت ان کی حیثیت ایسی تھی کہ شرق و غرب تک ان کا فتویٰ چلتا تھا۔ ان کا مطلب تھا بصرہ والے خواہ مخواہ ان کا نام استعمال نہ کرتے رہیں۔ میں صحابی ہوں۔ میں نے صفہ پہ بیٹھ کے پڑھا ہے اور مجھے پتہ ہے کہ چور کی چوری سے برأت کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

جاؤ ان سے کہہ دو میرا ایسے توحید پرستوں سے کوئی تعلق نہیں ہے جو میرے رب کی تقدیر کو نہیں مانتے، میں ان کی نماز کو نماز نہیں سمجھتا، میں ان کے روزے کو روزہ نہیں سمجھتا، میں ان کے حج کو حج نہیں سمجھتا۔ جاؤ ان سے کہہ دو میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور ان کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

دونوں لفظ آپ نے بول دیئے ہیں کہ میں ان سے بری ہوں، وہ مجھ سے بری ہیں۔ جس وقت آپ نے یہ لفظ بولے تو ساتھ ہی فرمایا

وَالَّذِي يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

وہ بات جو میں حلفیہ کہہ سکتا ہوں وہ یہ ہے:

لَوْ أَنَّ لِأَحَدِهِمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فَأَنْفَقَهُ مَا قَبِلَ اللَّهُ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ

مسلم شریف: ۲۷/۱

اگر ان قدریوں میں سے ایک بندے کے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہو اور پھر وہ اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے وہ قبول نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ قدر کو مان لیں۔

یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر وہ تقدیر کے مسئلہ کے عوض میں احد پہاڑ جتنا سونا بھی لے کر آجائیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اس احد پہاڑ جتنے سونے کو قبول نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ تقدیر پر ایمان لے آئیں۔

اب یہاں پر تو کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو ہی نہیں سکتا لیکن بطور فرض اگر ان کے پاس اتنا سونا ہو اور وہ تقدیر کے عوض میں دے دیں کہ جہنم سے بچنا چاہیں تو نہیں بچ سکیں گے، حالانکہ نمازی ہیں، روزے دار ہیں۔

کیوں؟ اس واسطے کہ انہوں نے ضروریات دین میں سے ایک کا انکار کر دیا۔ ضروریات دین میں سے جب کوئی ایک کا انکار کر دے تو باقی ساری چیزیں منفی ہو جاتی ہیں۔ ایک بندہ دن میں ہزار سجدے رب کو کرے اور شام کے وقت ایک سجدہ بت کو کر دے تو کیا ہزار کا کوئی فائدہ رہ جائے گا؟ سب کچھ ختم ہو جائے گا،

پانی پھر جائے گا۔

ایسے ہی جس نے اصول دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار کر دیا تو اس کا دین دین نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس وقت ان سے برأت کا اعلان کر دیا کہ ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس انقطاع تعلق کو جس وقت عام لوگوں میں رائج کیا گیا تو وہاں سے حق والوں نے اپنے آپ کو اہلسنت و جماعت کہلوانا شروع کر دیا۔ بظاہر کلمہ کے لحاظ سے تو کوئی فرق نظر نہیں آیا حالانکہ وہ جہنمی ہیں۔ اسی طرح جو دیگر گمراہ فرقے پیدا ہو گئے۔ کلمہ پڑھنے والوں میں سے ایسے لوگ پیدا ہو گئے۔ جو جھوٹے تھے، غلط تھے اور دین کے چور تھے اب ان سے اپنے آپ کو بری ظاہر کرنے کے لئے متقدمین نے اپنے آپ کو اہلسنت و جماعت کہلوانا شروع کر دیا۔

یہ اصل وجہ ہے کہ اہلسنت کہلوانا کیوں ضروری ہوا۔ ہمارا انٹرنیشنل تعارف یہی ہے کہ ہم مسلم ہیں مومن ہیں مگر اندر سے جو ملت کے بدن کو گھن کھا رہا تھا اور اسکے وجود کو، اسکے تشخص کو جو لوگ ختم کرنا چاہتے تھے۔ اگر صحابہ سے لے کر ہمارے اسلاف امتیاز پیدا نہ کرتے تو اسلام کو کتنا نقصان ہو جاتا۔ یہ سب کے ذمے لگ جاتا کہ مسلمانوں کے ایسے ہی عقیدے ہوتے ہیں۔ جس وقت اس لمحہ متقدمین نے امتیاز شروع کر دیا اور اپنے آپ کو اہلسنت کہلوانا تو پتہ چل گیا کہ یہ عقائد اوروں کے ہیں۔ مسلمان جن کو سواد اعظم کہا جاتا ہے اور اہلسنت و جماعت کہا جاتا ہے۔ وہ اللہ کی تقدیر کو ماننے والے ہیں اور رب ذوالجلال کی باقی ساری صفات کو اپنے دل و

جان سے تسلیم کرنے والے ہیں۔

اس ایک حوالے سے یقیناً آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ کلمہ سے تعارف کافی نہ رہا بلکہ ایسے کلمہ گو بہروپے لوگوں سے امتیاز کیلئے ایک مزید تعارف بنایا گیا اور وہ رسول اکرم ﷺ کی حدیث شریف کے اندر موجود تھا پھر اس کو رائج کر دیا گیا۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قول ہے، وہ فرماتے ہیں:

اِذَا مَالَ الْقُلُوبُ اِلَى الْجَوْرِ اَحَبَّ اَهْلَهُ اِذَا مَالَ الْقُلُوبُ اِلَى الْحَقِّ عُرِفَ اَهْلُهُ وَكَانَ بِهِمْ وَلِيًّا (اشارات المرام - ۳۸)

اگر کوئی بندہ ظلم سے محبت کرتا ہے تو وہ ظالم سے محبت کرنا ہے اور اگر کوئی حق سے محبت کرتا ہے تو حق والوں سے محبت کرتا ہے اور انکا مددگار بن جاتا ہے۔ یعنی اگر کوئی ظلم سے محبت کرتا ہے تو پھر وہ ظالم سے بھی محبت کرتا ہے اور اگر کوئی بندہ حق سے محبت کرتا ہے تو حق والوں سے بھی محبت کرتا ہے اور ان کا ساتھی بن جاتا ہے۔ اس جملے کے بارے میں لوگوں نے کہا کہ امام صاحب اپنے الفاظ میں یہ واضح کر رہے ہیں کہ جب ظلم شروع ہو گیا کہ کہیں تعطیل یعنی معطلہ فرقے والے جو اللہ تعالیٰ کو معطل مانتے ہیں ہے اور کہیں تجسید جو اللہ تعالیٰ کا جسم مانتے ہیں ہے۔ ایسے قول کئے جا رہے ہیں۔ اگر ایمان والو تمہارا پیارا اہلسنت سے ہے تو پھر اہلسنت کے ساتھ ہو جاؤ۔

لفظ اہلسنت اپنے اوپر استعمال کرو، اہلسنت کہلو، جب تم حق والوں سے پیار کرتے ہو تو پھر اپنے آپ کو حق والوں کے پلڑے میں شمار بھی کیا کرو۔

حضرت امام بیاضی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب اشارات المرام من عبارات  
الامام کے صفحے ۴۳ پر یہ لکھا ہے۔ جس وقت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے  
اپنے اس رسالہ میں کہہ دیا:

إِعْلَمُ أَنَّ أَفْضَلَ مَا عَلِمْتُمْ وَمَا تَعْلَمُونَ النَّاسَ السُّنَّةُ

جان لو کہ سب سے اچھی چیز جو تم نے خود پڑھی اور لوگوں کو پڑھاتے ہو وہ  
سنت ہے۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام بیاضی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ:

فِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى وَجْهِ التَّسْمِيَةِ بِأَهْلِ السُّنَّةِ

اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ اپنا نام اہلسنت رکھ لو۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ یعنی تابعین کے زمانہ سے اس لفظ کی پھر  
وضاحت شروع ہو گئی اور جہاں تک نام کا تعلق ہے تو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے  
ارشاد فرمایا:

هُوَ سَمَّاكُمْ الْمُسْلِمِينَ

اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ ہم اس نام کو Reject  
نہیں کرتے، ٹھکراتے نہیں ہیں۔

مسلمان ہمارا وقار ہے لیکن تعارف وقت وقت کے لحاظ سے ہوتا ہے اور  
تعارف جہت جہت کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ کبھی بہت بڑا تعارف کام نہیں دیتا کیونکہ  
اس وقت دوسرے تعارف کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کی واضح مثال ترمذی شریف



کی حدیث ہے۔

قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ أَنَا

ہمارے محبوب ﷺ کھڑے ہو گئے حمد و ثناء کے بعد پوچھا۔ اے میرے

صحابہ کرام! میں کون ہوں؟

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا

أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آپ اللہ کے رسول ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کو رسول کہنا، ہمیشہ کہا جاتا تھا اور ہمیشہ کہا جاتا ہے لیکن اس

دن کچھ پس منظر اور تھا اس جلسے کے موضوع کا سبب اور تھا۔ پیچھے تحریک کوئی اور تھی۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی:

أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

سرکار ﷺ نے اس جواب پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنا جواب دیا، فرمایا:

أَنَا مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ترمذی: ح ۳۶۰۸

میں محمد ﷺ ہوں، ابا جان عبد اللہ رضی اللہ عنہ ہیں، دادا جان عبد المطلب

رضی اللہ عنہ ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ تو قرآن میں رسول اکرم ﷺ کے بارے میں فرمائے:

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ سورة فتح: ۲۹

اب تعارف کیلئے انت رسول اللہ کافی تھا، اکتفا کر جاتے کہ

صحابہ تم نے مجھے وہ کہا جو مجھے میرا رب کہتا ہے لیکن آج مجھے ایک اور تعارف کی ضرورت ہے۔ منافقین نے میرے گھرانے پر تنقید کی ہے تو میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں تو پھر بھی عظیم ہوں اور محمد بن عبد اللہ ہوں تو پھر بھی عظیم ہوں۔

اب جو ہمارے محبوب ﷺ کا انٹرنیشنل تعارف ہے محمد رسول اللہ ﷺ اس کے ہوتے ہوئے بھی نئے تعارف کی ضرورت پڑی اور اس کو جائز سمجھا گیا اور نبی اکرم ﷺ نے اپنی زبان سے خود بیان کیا۔ اس واسطے ہمیں بھی قرآنی تعارف سے انکار نہیں ہے، ہم مسلمان ہیں، مومن ہیں۔ مگر جب کلمہ پڑھ کر بھی گمراہ رہنے والوں سے جدا شناخت کی ضرورت ہے تو ہمیں سنی بھی کہلوانا پڑے گا۔ یہ وقت کی ضرورت ہے۔ یہ قرآن و سنت سے ہمارے دلائل ہیں۔

جامع ترمذی میں رسول اکرم ﷺ نے واضح طور پر یہ ارشاد فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ لوگ مجھے صرف رسول کہہ کر ہی عظیم نہ سمجھیں۔ میرے ابا جی جیسا کسی کا باپ نہیں ہے اور میرے دادا جیسا کسی کا دادا نہیں ہے پھر اپنا پورا نسب بیان کر دیا، فرمایا:

فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَخَيْرِهِمْ نَفْسًا

لوگو! اس دنیا میں میری ذات تو ذات رہی میرے گھر جیسا کسی کا گھر نہیں بنایا۔

اب ان الفاظ کے ساتھ یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کیساتھ آپ کا تعارف کروایا

گیا تو تعارف کافی تھا اور بڑا تعارف تھا لیکن دوسرے تعارف کی چونکہ ضرورت تھی اس واسطے وہ کروایا گیا۔ ایسے ہی ہم مسلمان ہیں، مومن ہیں لیکن جس وقت ایسی گڑبڑ ہوئی تو اس وقت یہ فرض ہو گیا کہ ہم اپنی شناخت اس لحاظ سے بھی کروائیں جس لحاظ سے شروع سے شناخت کی جا رہی ہے۔

یہاں ایک بات صوفیاء کے لحاظ سے بھی بیان کرنا چاہتا ہوں۔

### نمبر 1-

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر صوفی کون ہوگا۔ ان سے بڑا ولی کون ہوگا انہوں نے خود فرمایا:

أَمَّا الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ فَهِيَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ غَنِيَةُ الطَّالِبِينَ: ۱۲۱

کہ نجات والوں کا نام اہلسنت وجماعت ہے۔

یہ نام غوث پاک رضی اللہ عنہ نے ضروری سمجھا۔ اگر یہ نام جائز نہ ہوتا تو حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کیوں لیتے اگر اس کا استعمال قبیح ہوتا، قرآن و سنت کے خلاف ہوتا تو غوث پاک رضی اللہ عنہ کیوں ایسا کرتے۔ انہوں نے کہا کہ نجات والے اہلسنت وجماعت ہیں۔

### نمبر 2-

خطہ پاک و ہند میں سجدوں کے بیج بونے والے حضرت داتا گنج بخش ہجویری رضی اللہ عنہ کشف المحجوب میں: جس وقت ایمان کا مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہوتا ہے۔ زبان سے تو اقرار کیا جاتا ہے۔ اس کو بیان کرتے

ہوئے کہنے لگے:

اتفاق است میان اہل سنۃ و جماعۃ

کشف المحجوب: ۳۱۳

یہ سارے اہلسنت و جماعت کا اتفاقی عقیدہ ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کو جس ٹائٹل کی ضرورت ہے ہم اس سے بے نیاز کیسے ہو سکتے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ اگر اپنے آپ کو اہلسنت کہلوائیں تو وہ کسی طرح تنگ نظر نہیں تو ہم کیسے ہوں گے۔ وہ جس راستے پر چل کے ولی بنے ہیں اور جنتی بنے ہم نے تو اسی راستے کو اہلسنت و جماعت سمجھا ہے۔ لہذا وہ اس راستے پر چلے ہیں اور انہوں نے اپنے آپ کو اہلسنت کہلوایا ہے۔ یہ اہل حق کا شروع سے لے کر آج تک شعور رہا ہے۔ یہ لفظ باقاعدہ بولا جاتا رہا۔ لہذا ان لوگوں کی سوچ غلط ہے جو یہ کہتے کہ دین دریا ہے اور مسالک بہتی نہریں ہیں۔ لوگوں نے دریا کو چھوڑ کر نہروں کو بچانا شروع کر دیا۔ انہوں نے ہمارے فرقے کو نہر کہا، ہماری جماعت کو نہر کہا۔ میں کہتا ہوں کہ ہم نہر نہیں بلکہ ہم بحر ہیں۔ ہم وہ سمندر ہیں کہ جس کو اسلام بھی کہا جاتا ہے اور آج اسی کو اہلسنت بھی کہا جاتا ہے۔

اگر دین دریا ہو اور مسالک نہریں ہوں تو پھر مطلب یہ بنے گا کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ ساری عمر نہر پر ہی بیٹھے رہے، دریا کا پتہ ہی نہ چلا اور داتا صاحب رضی اللہ عنہ نہر پہ ہی بیٹھے رہے، دریا کا پتہ ہی نہ چلا۔ اہلسنت نہر کا نام نہیں ہے بلکہ اہلسنت بحر کا نام ہے۔ سمندر کا نام ہے۔ اس واسطے کہ ولیوں نے بھی اپنا تعارف

اسی نام سے کروایا ہے۔

### نمبر 3-

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا قلم جب اٹھتا ہے تو کمال کرتا ہے۔ آپ نے مکتوبات شریف جلد اجز دوم صفحہ ۷۲ پر فرمایا ہے:

شک نیست کہ فرقة ملتزم اتباع اصحاب ان سرور ﷺ اهل سنة وجماعت اند

مجدد الف ثانی کو مخالفین اپنی کتابوں میں سید الطائفہ لکھتے ہیں کہ سارے ولیوں کے سردار مجدد ہیں۔ وہ مجدد جو ولیوں کے سردار ہیں ان کی بات بھی تو ولیوں والی ہے اس کو بھی ماننا چاہئے۔ حدیث شریف میں جو نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ حق والے وہ ہیں:

مَا آتَانَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

جن کا راستہ میرا اور میرے صحابہ کا ہے۔

مجدد الف ثانی فرماتے ہیں۔

اگر لوگوں کو پتہ نہ ہو تو میں بتاتا ہوں کہ جو راستہ صحابہ کا ہے اس کو اہلسنت کہا جاتا ہے۔

مکتوبات میں ان کے یہ الفاظ ہیں:

ملتزم اتباع آن سرور ﷺ

سرکار ﷺ کی اتباع جو پکی کرتے ہیں، وہ کون ہیں؟

اہلسنت وجماعت اند

اہلسنت وجماعت ہیں۔

اس کے ساتھ فرماتے ہیں:

فَهُمُ الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ

یہی فرقہ ناجیہ ہے، یہی نجات والے ہیں۔

مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنا نجات والا ہونا ہی بیان نہیں کیا، بلکہ ساتھ

جھوٹوں کو جھوٹا بھی اس انداز میں کہا ہے، فرمانے لگے:

وَالْحَقُّ مَا حَقَّقَهُ الْعُلَمَاءُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَا سِوَى ذَلِكَ أَمَّا زُنْدَقَةٌ

وَالْحَادُّ أَوْ سُكْرٌ وَقْتُ وَغَلْبَةُ حَالٍ مکتوبات شریف جلد ۱ جز اول ۸۱

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ برصغیر کے وہ صوفی ہیں جنہوں نے اپنے

دور میں سب سے بڑی روشن خیالی جو نام نہاد روشن خیالی تھی۔ اکبر کے دین الہی کا

جنازہ نکالا اور دو قومی نظریے کی فصل کاشت کی جس کا پھل پاکستان کی شکل میں

برآمد ہوا۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تعلیمات میں یہ موجود ہے، وہ فرماتے ہیں:

کہ حق اہلسنت کے پاس ہے اور اس کے سوا وہ زندقہ اور الحاد ہے اس کو کبھی

حق کے ساتھ تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔

مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

بیان اعتقاد صحیح کہ ماخوذ از کتاب و سنت است بروفق آرائے

صائبہ اہلسنت وجماعت

مکتوبات شریف (جلد: 1 جزو: 5- صفحہ: 47)

قرآن و سنت سے اگر سچا عقیدہ سمجھنا ہے تو اس کو اہلسنت کہا جائے گا۔  
یہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اقوال ہیں کہ جن کی شخصیت کو  
بالاتفاق مانا جاتا ہے اور ویسے بھی یہ ہمارے حق پر ہونے کی دلیل بھی ہے کہ  
جن لوگوں کا آج ہمارے ساتھ جھگڑا ہے۔ میں یہ بانگ دھل کہتا ہوں اگر  
ان کے پلے کچھ ہے تو جب تاریخ کے ماتھے پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ  
الرحمۃ ہمارے تھے ان کے Standard اور ان کے درجے کا وہ بھی اپنا  
کوئی دکھائیں۔

جب اس صفحہ ہستی پر داتا صاحب ہمارے تھے تو ان کے درجہ کا وہ بھی اپنا  
کوئی دکھائیں اور جب اس دھرتی کے اوپر اپنا کردار فضل حق خیر آبادی ادا کر رہے  
تھے ان کے مرتبے کا اگر کوئی ہے تو دکھائیں۔ اگر نہیں تو ماننا پڑے گا کہ ساری تاریخ  
ہمارے پھولوں سے بچی ہوئی ہے۔

#### نمبر 4-

یہ بات بھی بڑی قابل غور ہے کہ ہم اہلسنت کہلوانا لازم سمجھتے ہیں۔ ہم ان کو  
صوفی نہیں سمجھتے جو اپنے آپ کو اہلسنت نہیں کہلاتے یا اہلسنت کے مسلک کا پرچار  
نہیں کرتے، وہ صوفی کیسے ہو سکتے ہیں۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے ولی تھے۔ وہ خواجہ  
عبید اللہ احرار علیہ الرحمۃ کہ جن کا ذکر مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مکتوبات شریف  
میں مکتوب نمبر ۱۹۳ صفحہ ۱۰۷ پر کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

کہ حضرت عبید اللہ احرار علیہ الرحمۃ کہا کرتے تھے:

اگر تمام احوال و مواجید را بما دهند و حقیقت مارا بعقائد

اهلسنة و جماعة متحلی نہ سازند جز خرابی ہیچ نمیدانیم

اگر لوگ میری ساری کرامتیں بیان کریں اور میرے بڑے بڑے فضائل بیان کریں مگر مجھے سنی نہ کہیں تو میں کہوں گا کہ انہوں نے میری خرابی بیان کی، خوبی بیان نہیں کی۔

یعنی میری ساری کرامتیں تو بیان کریں مگر مجھے سنی نہ کہیں تو میں سمجھوں گا کہ لوگوں نے میرا تعارف نہیں کروایا بلکہ لوگوں نے میری توہین کی ہے، پھر فرمانے لگے:

اگر تمام خرابیہارا برما جمع کند و حقیقت مارا بعقائد اہلسنة و

جماعة بنوازند ہیچ با کے نداریم

اگر لوگ ہر لحاظ سے مجھ میں خرابیاں اکٹھی کر دیں، ہر عیب مجھے لگائیں لیکن

و حقیقت مارا بعقائد اہلسنة و جماعة بنوازند

مجھے اہلسنت و جماعت کے ساتھ موصوف کریں

یعنی مجھے جو کچھ وہ کہیں۔ ان کی مرضی ہے جو کہیں۔ مگر ساتھ مجھے سنی کہیں۔

سب کچھ بیان کر کے کہیں عبید اللہ سنی پکا ہے۔

تو فرماتے ہیں:

ہیچ با کے نداریم

مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔



یہ ان کا انداز ہے اور اپنے آپ کو سنی کہلوانا لازم سمجھا ہے۔ یہ ان کی عاجزی و انکساری کا انداز ہے۔ وہ خویوں کے مرکز ہیں، فضائل کا گلدستہ ہیں لیکن یہ سمجھنا چاہتے ہیں کہ اگر ہماری خوبی بیان کرنی ہے، تو ہمارے عقیدے کے لحاظ سے کرو۔ یہ اہلسنت کی تعبیر و تشریح ہے کہ جس کو ولیوں نے بھی اپنے لئے ہر دور میں لازم سمجھا ہے۔

### نمبر 5-

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا یہ فرمان اشعة اللمعات میں موجود ہے، آپ فرماتے ہیں:

سواد اعظم رادین اسلام مذهب اہلسنت و جماعت است  
اشعة اللمعات: ۱/۱۴۱

بڑی جماعت کا دین اسلام ہے مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔  
اختصار سے اولیاء و صوفیاء کے پانچ حوالہ جات آپ کے سامنے میں نے بیان کئے۔ اب لفظ اہلسنت کی Definition اور وضاحت کی تھوڑی سی ضرورت ہے۔

آپ کو اجمالی تعریف کا پتہ چلا کہ اہلسنت وہ ہوتے ہیں جو اس طریقے پر ہوں جو صحابہ کرام کا ہے، پھر وقت کے لحاظ سے اس تعارف میں اضافہ بھی ہوتا رہا۔  
مثلاً امام اعظم رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا تو پوچھا گیا کہ اہلسنت کس کو کہا جاتا ہے؟  
تو آپ نے فرمایا جو شخص حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو باقی سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل جانے اور نبی اکرم ﷺ کے دونوں داماد حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو محبوب بنائے اور تیسرے نمبر پر وہ

موزوں پر مسح کرے۔ یہ تینوں علامتیں جس میں پائی جائیں اس کو سنی کہا جاتا ہے۔  
چونکہ ان کے لحاظ سے اس وقت بغاوت ہو رہی تھی، غداری ہو رہی تھی تو آپ نے  
یہ ضروری سمجھا کہ شیخین کو سامنے لایا جائے اور آپ ﷺ کے دامادوں کا ذکر کیا جائے۔  
جس دور سے گزرتے ہوئے بریلی کے تاجدار امام احمد رضا خان فاضل  
بریلوی رضی اللہ عنہ نے حق پر پہرہ دیا ہے۔ اب اس دور میں علامت کے لحاظ سے  
سنی اس کو کہا جائے گا جو یہ نعرہ لگائے۔

عشق مصطفیٰ ﷺ تو ایمان ہے ایمان کی جان ہے جان کا چین ہے اور چین  
کا سامان ہے۔

جس وقت رسول اکرم ﷺ کی محبت کے لحاظ سے اس درجہ پر پہنچا ہوا ہو کہ  
سرکار ﷺ کی ذات کی طرف کسی معمولی عیب کو منسوب کرنا حرام سمجھتا ہو اور اگر کوئی  
کرے تو اس کا رد کرتا ہو۔ اس کے دل کا جذبہ ایسے معاملہ میں بھڑک اٹھتا ہو اس  
بندے کو عرف میں سنی کہا جاتا ہے۔

ہم اہل سنت ہیں اہل فرض نہیں

الفاظ اہلسنت و جماعت میں بڑی وضاحتیں ہیں۔

عمومی طور پر بندہ سوچے تو سنت سے فرض کا مرتبہ بڑا ہے۔ فرائض زیادہ  
ضروری ہوتے ہیں۔ سنت اس کے مقابلے میں کم ضروری ہوتی ہے تو جو بڑی ضروری  
چیز ہونا اس کے لحاظ سے ہونا چاہئے تھا۔ یعنی ہمارا نام ہوتا اہل فرض و جماعت لیکن  
ہمارا نام اہلسنت و جماعت ہے۔ ایسے ہی سنت سے واجب کا مرتبہ بھی بڑا ہے تو ہمارا

نام ہوتا اہل واجب و جماعت لیکن ہمارا نام اہل واجب و جماعت نہیں ہے بلکہ اہلسنت و جماعت ہے۔ اہلسنت و جماعت ہی نام رکھنا کیوں ضروری ہے۔

اصل میں سبب یہ ہے کہ لفظ سنت ایسا لفظ ہے کہ اس کے سوا کوئی اور لفظ اس مقام پر ساری ضرورتیں پوری نہیں کرتا۔ کیونکہ لفظ فرض فرائض کو شامل ہے لیکن سنت کو شامل نہیں ہے یہاں لفظ سنت جس معنی میں بولا جا رہا ہے وہ سنت کو بھی شامل ہے ، واجب کو بھی شامل اور فرض کو بھی شامل ہے۔

سنت سے مراد یہ نہیں ہے کہ جو فرض کے مقابلے میں ہو کہ یہ فرض ہے اور یہ سنت ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے أشعة اللمعات میں فرمایا سنت سے مراد ہے:

الطَّرِيقَةُ الْمَسْلُوكَةُ فِي الدِّينِ اشعة لللمعات: ۱/۲۳۳  
دین میں رائج طریقہ۔

مطلب یہ بنا کہ سنت سے شریعت مراد ہے۔ سنت سے مراد ہے دین۔ اب دین میں فرض بھی ہے اور دین میں واجب بھی ہے اور دین میں نفل بھی ہے۔ لیکن فرض میں صرف فرض آئے گا سنت نہیں آئے گی۔ اگر ہوتا اہل فرض و جماعت تو معنی یہ بنتا کہ جماعت فرائض کی تو علمبردار ہے باقی واجبات یا سنتوں کو نہیں مانتی یا اس پر عمل نہیں کرتی، پھر کام ادھورا رہ جاتا۔ ہم جس وقت کہتے ہیں اہلسنت و جماعت۔ تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ فرض سے لے کر مستحب تک سب کو مانتے بھی ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔

یہ لفظ سنت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود استعمال کیا:

سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ سُوْرَةُ مُؤْمِن: ۸۵

اللہ کی سنت جو بندوں کے بارے میں گزر گئی۔

اب اس سنت سے مراد وہ نہیں جو فرض کے مقابلے میں سنت ہو بلکہ اس سے مراد اللہ کا طریقہ ہے۔ تو سنت الہی جس معنی میں استعمال ہوا ہے وہ فرض کو بھی شامل ہے، واجب کو بھی شامل ہے۔ سب کو یہ لفظ شامل ہے۔ اس واسطے ہم اپنے آپ کو اہلسنت و جماعت کہتے ہیں، اہل فرض یا واجب یا نفل نہیں کہتے۔

قرآن مجید میں جو لفظ سنت آیا ہے اس کا اور مفہوم ہے اور فرض کے مقابلے میں جو لفظ سنت ہے اس کا اور مفہوم ہے۔ اگر ہمارا نام اہل قرآن ہوتا تو پھر اسمیں بالخصوص سنت کا تذکرہ نہ ہوتا لیکن جو سنت کا مطلب ہم لے رہے ہیں اور جو مشائخ نے لیا ہے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس سنت میں سنت بھی ہے، قرآن بھی ہے۔ جب دین کا سارا راستہ سنت کہلاتا ہے تو وہ راستہ قرآن ہی ہے۔

لہذا قرآن بھی سنت اور سنت بھی سنت۔ یہ سارے کا سارا سلسلہ ایک لفظ سنت کا ہے جس نے کوزے میں دریا کو بند کر دیا ہے۔ صرف دریا ہی نہیں سارے سمندر کو بھی بند کر دیا ہے۔ یہ وہ لفظ ہے جس نے فرض، واجب، نفل، قرآن بلکہ سارے دین کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور اللہ نے یہ تاج ہمارے سروں کو عطا فرمایا ہے۔

اس کے ساتھ ہی ایک نیا نام لوگوں نے نکالا تھا ان کا شوق ہے جہاں کوئی اچھا نام، بڑی سیٹ ہو، ہم اپنے نام لگوا لیں۔ ہم کہتے ہیں ہم اہلسنت ہیں اور ہم

مسلک میں اہلحدیث نہیں ہیں۔ ہم اہلسنت ہیں ہمیں امتیاز کی ضرورت ہے کہ جیسے ہم اہل فرض، واجب، نفل نہیں ہیں ایسے ہی ہم عوامی طور پر مسلک کے لحاظ سے اہلحدیث بھی نہیں ہیں۔

اہلحدیث وہ بنے گا جو سالہا سال حدیث پڑھ کر علم حدیث میں ماہر بنے گا اس امام کو اہلحدیث کہا جائے گا۔ جس شخص کو حدیث کی قسموں کے نام بھی نہ آتے ہوں اس کو اہلحدیث کہنا بڑا ظلم ہے۔ اس واسطے ہم اس نقطہ پر قائم ہیں جس میں ریڑھی لگانے والے بھی اپنا نام رکھوا سکیں، اب ریڑھی لگانے والا سنی تو ہو سکتا ہے مگر اہلحدیث نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اہلحدیث تو وہ ہوتا ہے جو محدث ہو۔

اس واسطے بھائیو! ہم اہلسنت ہیں اہلحدیث نہیں ہیں کیونکہ اہل حدیث ہونا علمی منصب ہے جس طرح نحوی کو اہل نحو کہا جاتا ہے صرفی کو اہل صرف کہا جاتا ہے اور صوفی کو اہل تصوف کہا جاتا ہے اسی طرح جس نے حدیث میں عمر گزاری ہو اس محدث کو اہلحدیث کہا جاتا ہے۔

اس واسطے کہ سنت اور حدیث میں فرق ہے۔ حدیث اور چیز ہے اور سنت اور چیز ہے۔ سنت ہے: الطَّرِيقَةُ الْمَسْلُوكَةُ فِي الدِّينِ اور حدیث ہے رسول اکرم ﷺ کا قول، فعل، تقریر اور حدیث میں یہ ضروری نہیں کہ جو حدیث ہو وہ سنت بھی ہو۔ عرینہ والوں کا بخاری میں ذکر ہے جنہیں اونٹوں کا پیشاب پلایا گیا۔ وہ حدیث تو ہے مگر سنت نہیں ہے۔ چار سے زائد عورتوں کے ساتھ شادی کرنا حدیث تو ہے مگر امت کے لئے وہ سنت نہیں ہے۔ اگر کوئی بندہ اپنے آپ کو عملاً اہلحدیث کہتا

ہے تو ممکن ہی نہیں کہ وہ اہلحدیث بن سکے۔ چونکہ حدیث متروک بھی ہے، حدیث میں تخصیص بھی ہے اور حدیث میں امتیازات بھی ہیں۔ یہ ہر ایک کے بس کی بات ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ اگر ہم اسے علم کے لحاظ سے لیتے ہیں تو ہر بندہ علم کے لحاظ سے بھی اہلحدیث نہیں ہو سکتا۔ ان کے بڑے بڑے اس لائق نہیں کہ ان کو محدث کہا جاسکے تو ریزہ لگانے والے کیسے اہلحدیث ہو سکتے ہیں۔

اس واسطے یہ نام اہلسنت و جماعت ہے جو مسلک اور عقیدے کی پہچان کرواتا ہے۔ یہی سبب تھا کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ جامع ترمذی: ۲۶۷۶

یعنی تم پر میری سنت لازم ہے اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔

یہ نہیں فرمایا کہ تم پر میری حدیث لازم ہے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي

تم پر میری سنت لازم ہے۔

کیونکہ سنت وہ ہے کہ جس کی رجسٹریشن عمل کے لئے کی گئی ہے کہ عمل کے لحاظ سے یہ راستہ ہے۔ محدث تو حدیث وہ بھی پڑھے گا جو متروک ہو گئی تھی اور وہ بھی پڑھے گا جو منسوخ ہو گئی تھی۔ یعنی محدث تب بنے گا جب ساری حدیثیں آتی ہوں گی۔ لہذا حدیث علمی سوغات ہے یہ خاص لوگوں کیلئے ہے، یعنی وہ محدثین کے لیے ہے اور دین پے عمل تو سب کیلئے لازم ہے خواہ محدث ہو یا غیر محدث اسلیے اہلسنت عوام و خواص پر بولا جاسکتا ہے۔

مختشم سامعین حضرات!

مقدمہ ابن صلاح اصول حدیث کی مشہور کتاب ہے۔ اس میں جہاں پر قبول حدیث کا ذکر ہو رہا تھا کہ کس کی حدیث قبول کریں گے اور کس کی نہیں کریں گے، وہاں وہ ذکر کرتے ہیں:

وَمِمَّنْ ذَلِكَ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَبُو بَكْرِ الْخَطِيبُ (مقدمہ ابن صلاح: ۲۱۳)

جنہوں نے یہ قانون بیان کیا ہے ان اہل حدیثوں میں سے ایک ابو بکر الخطیب البغدادی ہیں۔

اب خطیب بغدادی کو ابن صلاح نے اہل حدیث کہا حالانکہ وہ شافعی ہیں، امام کے مقلد ہیں لیکن انہیں اہل حدیث کہا۔ کیونکہ انہوں نے متعدد جلدوں میں علوم حدیث میں کتابیں لکھی ہیں۔ ان کا مقام ہے، ان کا مرتبہ ہے۔ یہی خطیب بغدادی ہیں کہ جن کی کتابیں کچھ لوگ سی ڈی میں اٹھائے پھرتے ہیں اور ان پر اعتراض کر رہے ہیں حالانکہ ابن صلاح نے تو ان کو اہل حدیث کہا ہے یہ اگر اہل حدیث ہیں تو پھر خود اس پر اعتراض کیوں کرتے ہیں۔ بلکہ ابن صلاح نے انہیں اہل حدیث اس لئے کہا کہ اگر گننا چاہو گے کہ کس نے حدیث پر سب سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں تو تمہیں خطیب بغدادی کا نام چمکتے ہوئے ناموں میں نظر آئے گا۔ اہل حدیث ایسا ہوتا ہے۔

میں پورے وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ جامع ترمذی میں درجنوں بار یہ لفظ آیا

ہے:

قَالَ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَقَالَ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ

اہل حدیث کہتے ہیں اصحاب حدیث کہتے ہیں

کئی بار امام ترمذی نے یہ لفظ استعمال کیا ہے اور ایک بار بھی امام ترمذی نے کسی جاہل کیلئے نہیں بلکہ امام کیلئے استعمال کیا ہے۔

اب جامع ترمذی صحاح ستہ میں سے ہے انہوں نے اس میں لفظ اہل حدیث اور اصحاب حدیث استعمال کیا اور کہاں ذکر کیا جہاں ایک طرف ان کی رائے ہے اور دوسری طرف ایک اور امام کی رائے ہے۔ اماموں کی بات کرتے وقت ایک امام کو اہل حدیث سے تعبیر کر رہے ہیں تو گویا کہ انہوں نے کہا کہ جس نے اہل حدیث بننا ہو وہ سالہا سال کیلئے گھر سے چھٹی لے کر نکلے اور پڑھے پھر جا کے منصب کے لحاظ سے اہل حدیث بنے گا لیکن عقیدہ و عمل کے لحاظ سے پھر بھی اہلسنت ہوگا۔ کتنے سستے عہدے لوگوں نے حاصل کر لئے کہ جو منصب بڑی دیر کے بعد جا کے ملتا تھا انہوں نے گھر بیٹھے بیٹھے اپنے اوپر بھی اہل حدیث کا لیبل لگا لیا کہ میں اہل حدیث ہوں۔

احمقوں کی کمی نہیں صاحب

ایک ڈھونڈھو ہزار ملتے ہیں

اب یہاں پر ان کے گھر کی بات بھی بہت ضروری ہے۔

1926ء میں روپڑ سے ایک کتاب چھپی تھی۔ روپڑ ایک علاقہ ہے جہاں

کے رہنے والے روپڑی ہوتے ہیں۔ اس کتاب کا نام ”اہل حدیث کی تعریف“ ہے۔ اس میں انہوں نے اکیس تعریفیں اہل حدیث کی بیان کی ہیں۔ جس کو اپنے نام کی



کسی ایک تعریف پر یقین نہ آتا ہو اس کی حقیقت ان میں کیا موجود ہوگی۔ اب ہم اہلسنت ہیں ہمارے نزدیک اس کی جامع مانع تعریف ہے: یہ قول رسول ﷺ ہے  
مَا آتَانَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

انہوں نے اس کتاب میں اکیس تعریفیں اہل حدیث کی بیان کی ہیں اور اکیس تعریفوں سے بھی دل مطمئن نہیں ہوا۔ اس کی بولی 1918 میں دی گئی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم دس ہزار انعام رکھ رہے ہیں کوئی بندہ اہل حدیث کی سچی تعریف کر کے دے پھر بھی وہ اس کی تعریف نہ کر سکے۔ لیکن حق والو تمہیں مبارک ہو اللہ نے تمہارا اہلسنت ہونا تمہارے ماتھوں پہ لکھ رکھا ہے۔ اس کتاب میں بھی ہماری بات موجود ہے۔

اس کتاب میں چوتھی تعریف اہل حدیث کی یہ ہے:

اہل حدیث اس کو کہتے ہیں جو قرآن شریف اور حدیث نبوی ﷺ کا بطور کلی ماہر ہو اور زبان عربی کی اصطلاحات اور قواعد زبان سے پورا واقف ہوتا کہ منشاء حدیث کے مطابق عمل کرے یا ایسے کامل شخص کا تتبع اور مقلد بن جائے۔ تب جا کے حدیث کی مطابقت والا نعرہ سچا ہوگا۔ (ص: ۷)

انہوں نے کہا کہ اس کے علاوہ کسی کو اہل حدیث نہیں کہہ سکتے۔ اب یہ کتنی زیادتی ہے کہ 1926ء میں جو تعریف تھی اس میں تو یہ ضروری تھا کہ قرآن صرف آتا ہی نہ ہو بلکہ ماہر بھی ہو یعنی صرف ترجمہ ہی نہ آتا ہو بلکہ وہ نسخ منسوخ جانتا ہو، شان نزول جانتا ہو اور اسرار و موز جانتا ہو، استنباط و اجتہاد کر سکتا ہو، ذخیرہ احادیث

میں کمال حاصل ہو اور گرامر کے لحاظ سے ماہر ہو۔ یہ ساری چیزیں ہوں تو پھر بندہ اپنا نام اہلحدیث رکھوا سکتا ہے ورنہ وہ جھوٹا ہوگا اور اہل حدیث کہلوانے کا مستحق نہیں ہوگا۔ اس کتاب کے مصنف حافظ عبد اللہ امرتسری نے جو میں بات کر رہا تھا اس کی وضاحت کر دی کہ بندہ عمل کے لحاظ سے اہل حدیث ہو ہی نہیں سکتا یہ علمی منصب ہے۔ اس کے بعد بندہ یا تو مجتہد بن جائے گا اگر مجتہد بنے تو اس کا اللہ کے فضل سے ایک مقام ہے اور اگر مجتہد نہ بن سکا تو پھر بھی گزارہ تقلید کے بغیر نہیں ہوگا۔

مگر اہل حدیث کہلوانے کے لئے انہوں نے جو چار شرطیں بیان کی ہیں وہ آج ان میں سے کسی میں بھی نہیں پائی جاتیں حالانکہ وہ نام یہ رکھوار ہے ہیں۔ جبکہ اسلاف نے یہ نام ان شرطوں کے مطابق جائز قرار دیا تھا۔ ایسے ہی اس کتاب کے صفحہ نمبر 19 پر جو تعریف کی اس میں بھی یہ کہا گیا کہ

احادیث کو جمع کرنے والوں کا نام اصحاب حدیث ہے جس کا دوسرا لقب اہلحدیث ہے۔ اہلحدیث کی تعریف: ص 19

جو بندہ جامع الاحادیث ہو اور حدیث کی کتابیں لکھے، حدیث جمع کرے، سندیں بیان کرے، زندگی اس میں گزار دے تو اسے اصحاب حدیث کہیں گے، لقب اس کا اہلحدیث ہوگا۔ باقی عام بندے کیلئے یہ اجازت نہیں ہے۔ یہ ایک سستا سودا سمجھ کے لوگوں نے اپنے مذہب کے نام کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اس کا کوئی بھی تاریخی پس منظر نہیں ہے۔ اہلسنت اہل حق کا نام ہے جو عملاً شروع سے مسلک رہا ہے۔ اور اس میں ان کو بڑی بے چینی بھی ہے۔ کبھی اپنی مسجدوں کے

ساتھ اہل حدیث لکھواتے ہیں اور جب ادھر سے بٹنا چاہتے ہیں تو بریکٹ میں اہل سنت بھی لکھوا دیتے ہیں۔ اہلسنت عمل کے لحاظ سے ایک شاہراہ ہے اس کا اندازہ اس انداز میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا ثناء اللہ امرتسری نے ذکر کرتے ہوئے لکھا: اور اس نے اپنی حقیقت واضح کر دی کہ ہم کہاں سے چلے ہیں۔

وہ کہنے لگے:

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا سلسلہ دو شاخوں میں تقسیم ہوا۔ ایک شاخ سیدنذیر حسین دہلوی کے شاگردوں کی تھی۔ سیدنذیر حسین کے شاگردوں کی شاخ اہلحدیث کہلوائی۔

فتاویٰ ثنائیہ: ۴۱۴/۱

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اہل حدیث کا اس سے پہلے وجود نہیں تھا۔ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے ایک بدلے ہوئے شاگرد جب اس طرف گئے تو ان کا نام جا کر ایک طرف اہلحدیث بنا اور ایک شاخ دیوبند کی طرف چلی گئی۔

حقیقت میں ان کا امت کے اس راستے سے تعلق نہیں تھا جو کہ اہلسنت کا شروع سے آرہا ہے اور یہ ناخلف اولاد تھی جنہوں نے اپنے آپ کو مختلف ناموں سے مشہور کیا۔

یہ خود ان کے گھر کا حوالہ ہے

اور فتاویٰ ثنائیہ کے اندر انہوں نے اس کو تسلیم کیا کہ ہمارا تعلق صفہ یا حجاز یا بدر و حنین سے نہیں۔ ہمارا تعلق شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ سے ہے۔ میں کہتا ہوں ہم شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا احترام کرنے والے ہیں۔ چونکہ انکی تعلیمات کو لوگوں نے

بدلا ہوا ہے۔ حقیقت کو چھپانے کے لئے ان کے شاگردوں کی ایک لسٹ کے بارے میں یہ خود کہہ رہے ہیں وہ اہلحدیث کہلوائے۔ جب وہ ان سے پڑھ کے وہاں سے نکلے برصغیر پاک و ہند میں اہلحدیث مسلک نام کی کوئی چیز موجود نہیں تھی۔

لیکن رب ذوالجلال کا ہم پر فضل ہے کہ ہمیں یہ نام اہلسنت و جماعت سرکار ﷺ کی مقدس زبان سے ملا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے لفظ اہلسنت کے بارے میں ایک بات کی، وہ فرمانے لگے:

اہلسنت کا نام اگرچہ متعارف بعد میں ہوا لیکن اہلسنت اسی کو کہا گیا ہے جس کا عقیدہ صحابہ کرام کے عقیدے جیسا تھا۔

لفظ اہلسنت موجود تو پہلے بھی تھا لیکن مشہور بعد میں ہوا جس کو اہلسنت کہا گیا وہ پرانے لوگ تھے ان کا عقیدہ پرانا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدے پہ چلا آ رہا تھا۔ لہذا اس اشارے پر قرآن وحدیث کی روشنی میں میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو بھی سنی کہتے ہیں۔

یہ نام اگرچہ بعد میں مشہور ہوا مگر حقیقت پہلے بھی موجود تھی اور جو حقیقت پہلے موجود ہو، بعد میں اس حقیقت کا کوئی اور نام پڑ جائے تو پہلی حقیقت کو بھی اسی نام سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اس پر میرے پاس قرآن مجید کی آیت دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سورہ یونس میں فرمان ہے:

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ (سورہ یونس: ۳)

یعنی تمہارا رب وہ ہے جس نے آسمان وزمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔  
اب بات بڑی قابل غور ہے کہ چھ دن تب ہوں گے جب دن ہوگا اور دن تب  
بنتا ہے جب سورج نکلے اور ڈوبے ورنہ دن دن نہیں ہوتا۔ دن کی ایک حد ہے اور سورج  
تب ہوگا جب آسمان ہو اور جب آسمان بنا ہی نہیں تو پھر دن کہاں سے آگیا۔ جبکہ اللہ  
تعالیٰ فرما رہا ہے کہ

”تمہارا رب وہ ہے جس نے چھ دنوں میں آسمان اور زمین کو پیدا کیا“

جب زمین و آسمان پیدا ہی نہیں ہوئے تھے تو اللہ دن کس کو کہہ رہا ہے چونکہ  
دن سورج سے بنتا ہے سورج آسمان پر ہوتا ہے اور آسمان ابھی پیدا ہی نہیں ہوا لیکن  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ چھ دنوں میں پیدا کیا، مطلب کیا بنا؟

اس کا مطلب یہ بنا کہ جتنا وقت زمین و آسمان کو بنانے میں لگا تو جس وقت  
دن بنے تو وہ وقت چھ دنوں میں تقسیم ہوا اگرچہ اس وقت اس کا نام دن نہیں تھا،  
مسلل وقت تھا مگر جب دن والی تعریف آگئی کہ دن اسکو کہا جاتا ہے تو اسی حقیقت کو  
دن سے تعبیر کر دیا گیا۔ اس وقت اگرچہ اس کا نام دن نہیں تھا مگر آج قرآن اس کو  
دن کہہ رہا ہے۔

ایسے ہی جو حقیقت صحابہ کرام علیہم الرضوان میں موجود تھی اگرچہ اس وقت  
عرف عام میں اس کا نام اہلسنت مشہور نہیں تھا، آج اسے ہی اہلسنت کہا جا رہا ہے۔  
اس میں کتنی وضاحت موجود ہے۔ میں تو کہتا ہوں:

یہ زمین بھی سنی ہے وہ آسمان بھی سنی ہے  
جلوہ خورشید سنی کہکشاں بھی سنی ہے

قطرہ شبنم بھی سنی باغباں بھی سنی ہے  
لفظ کی تاثیر سنی داستاں بھی سنی ہے  
مایہ ملت بھی سنی نگہبان بھی سنی ہے  
اہل سنت کے جیالو باندھ لو گر تم کمر  
نظر آئیگا تمہیں تو پھر سارا جہاں ہی سنی ہے

یہ گزارشات آپ کے پاس میری امانت ہیں ان کو آپ نے آگے پہنچانا  
ہے۔ یہ صحت مند تبلیغ ہے۔ یہ فرقہ واریت نہیں ہے بلکہ یہ امتیازات الہی ہے۔ سنت  
یہی ہے۔ اس کو ہم نے سامنے رکھا۔ ہم نے کسی کو گالی نہیں دی۔ بلکہ قرآن و سنت  
اور حقائق کی ڈالی پیش کر دی ہے۔ یہ اپنا اپنا مقدر اور نصیب ہے کوئی اس کو سن کے  
افسردہ ہوتا ہے یا خوش ہوتا ہے۔

کسی کے دل کے دروازے بند ہوتے ہیں یا کھلتے ہیں کسی کے لئے  
اندھیری رات آتی ہے یا صبح کا سورج نکل آتا ہے۔ یہ اپنی اپنی قسمت ہے۔  
یہ گفتگو میری ماؤں اور بہنوں نے بھی سنی۔ ان پر یہ قرض ہے کہ موجودہ زمانہ  
میں جو اندھیرے چھا رہے ہیں اس موضوع کو بطور خاص سمجھ کر اس کی روشنی آگے  
پھیلائیں۔ تاکہ اللہ سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

www.SirateMustaqeem.net

○○○○○